روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ | ایڈیٹر: نسیم سیفی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۳۹ / ۷۴ | بدھ ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ، ۱۹ وفا ۱۳۶۸ ہش، ۱۹ جولائی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۶۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ کا دورہ مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور فرانس ۔ ۱

۱۶ ملکوں پر مشتمل ۳۵۰ افراد کی مجلس سوال و جواب میں شرکت، ۲۷ افراد اور ایک فیملی کی بیعت

احباب جرمنی کی ملاقاتیں، صد سالہ جوبلی سال کے پہلے جلسہ سالانہ مغربی جرمنی میں حضور کی شمولیت

قادیان اور ربوہ میں سالانہ جلسوں میں شرکت کی خواہش کا اظہار

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۰ مئی ۱۹۸۹ء کو صبح ۹ بجکر ۳۷ منٹ پر لندن سے بذریعہ کار اجتماعی دعا کے ساتھ مغربی جرمنی کیلئے روانہ ہوئے۔ حضور انور کے ہمراہ حضرت بیگم صاحبہ کے علاوہ درج ذیل خدام کو شریک سفر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

۱۔ مکرم مبارک احمد صاحب ساقی - ایڈیشنل وکیل التبشیر۔
۲۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید - بطور پرائیویٹ سیکرٹری۔
۳۔ مکرم محمد شریف اشرف صاحب - ایڈیشنل وکیل المال۔
۴۔ مکرم بشیر احمد صاحب رفیق - ایڈیشنل وکیل التصنیف۔
۵۔ مکرم رشید احمد صاحب چوہدری۔ انچارج پبلی کیشن سیل۔
۶۔ مکرم میجر محمود احمد صاحب۔ افسر حفاظت خاص۔
۷۔ مکرم ملک اشفاق احمد صاحب۔ سیکورٹی۔
۸۔ مکرم مقصود منان میاں صاحب۔ سمعی و بصری ریکارڈنگ۔
۹۔ مکرم صفی محمود صاحب۔
۱۰۔ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب۔
۱۱۔ مکرم عبد الباری ملک صاحب۔
۱۲۔ مکرم نعیم اللہ امینی صاحب۔
۱۳۔ مکرم مسعود حیات صاحب۔

بیت الفضل لندن سے صبح ۹ بجکر ۳۷ منٹ پر روانہ ہوکر حضور انور رستہ میں مکرم ڈاکٹر زاہد خان صاحب آف جلنگھم کی سرجری رکے اور پھر چیتھم 'CHATHAM' میں مکرم ارشد احمدی صاحب کے گھر دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ یہاں سے ڈوور DOVER کے لئے روانہ ہوئے۔ اور پھر بیلجیم کی بندرگاہ آسٹنڈن 'OSTENDE' پہنچ کر وہاں سے دوبارہ سفر کا آغاز کرتے ہوئے رات بارہ بج کر پچاس منٹ پر بیت النور فرنکفرٹ پہنچے۔

۱۱ مئی بروز جمعرات حضور انور نے آٹھ کے لگ بھگ احمدی فیملیز کو ملاقات کا شرف بخشا۔ اسی دوران احباب حضور انور کے ساتھ تصاویر بنانے، مختلف عوارض کے لئے دوائی تجویز کروانے، تبرک عطا فرمانے، کامیابی کے حصول اور مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے رہے۔

یہ سلسلہ ایک بجے دوپہر تک جاری رہا۔ شام ۴ بجے حضور ناصر باغ کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر آپ نے ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں۔

پھر آپ ایک وسیع شامیانے میں تشریف لے گئے اور دو نکاحوں کی تقریب میں شمولیت فرمائی۔ ان کا اعلان مکرم عطاء اللہ کلیم صاحب مربی انچارج مغربی جرمنی نے کیا۔ حضور نے وہاں رونق افروز ہوکر اجتماعی دعا میں شرکت فرمائی۔ یہ نکاح مندرجہ ذیل دو جوڑوں کے درمیان طے پائے۔

۱۔ مکرمہ سعدیہ محمود صاحبہ بنت مکرم غضنفر محمود صاحب ہمراہ مکرم رشید کودت صاحب (KUDAT) جو کہ جرمن احمدی نوجوان ہیں۔

۲۔ مکرمہ امتہ الودود شاد صاحبہ بنت مکرم محمد اسلم شاد صاحب ہمراہ مکرم محمد یعقوب صاحب ابن مکرم چوہدری محمد داؤد صاحب۔

سوا پانچ بجے حضور انور نے جلسہ سالانہ مغربی جرمنی کے انتظامات کا معائنہ شروع فرمایا۔ حضور نمائش کے خیمہ میں تشریف لے گئے اور کتب و تصاویر کے بارہ میں منتظمین کو قیمتی ہدایات سے نوازا۔ بعد ازاں حضور انور شعبہ سمعی و بصری کے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ اسی طرح لنگر خانہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ آخر پر حضور نے سَو سے زائد خدام کو شرف مصافحہ بخشا جو ایک لمبی قطار میں حضور سے مصافحہ کے لئے کھڑے تھے۔

(باقی صفحہ ۴)

ایک مضحکہ خیز جھوٹی خبر کا تجزیہ

ہفت روزہ تکبیر جو ایک صحافی صلاح الدین صاحب سابق ایڈیٹر روزنامہ جسارت کی زیر ادارت کراچی سے شائع ہوتا ہے، کی ۱۳ جولائی ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جس کا عنوان یہ ہے کہ:۔

"مباہلے کا چیلنج دینے والا قادیانی امیر اگلے روز چل بسا" اس خبر کے مطابق امیر جماعت احمدیہ کیرالہ ڈاکٹر منظور احمد صاحب مجلس مباہلہ کے انعقاد کے اگلے روز ہی وفات پا گئے۔

اس مضحکہ خیز خبر کے سلسلہ میں آج جماعت احمدیہ کے مرکزی ترجمان مرزا خورشید احمد ناظر امور عامہ نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر منظور احمد نام کا کوئی آدمی کیرالہ کی جماعت کے امیر کبھی بھی نہیں رہے اور نہ ہی اس نام کا کوئی شخص مباہلہ میں شریک ہوا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ:

جماعت احمدیہ کیرالہ کے صوبائی امیر کا نام ڈاکٹر بی منصور احمد ہے اور مجلس مباہلہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے دیگر احمدی مرد و زن اور بچوں کے ساتھ مکرم ڈاکٹر بی منصور احمد صاحب شامل ہوئے تھے اور آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ سلامت موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت والی لمبی عمر عطا فرما دے۔

مرزا خورشید احمد صاحب نے مزید کہا کہ مدیر تکبیر کا یہ "مضحکہ خیز خبر" شائع کرنا مباہلہ "جیتنے" کی ایک بھونڈی کوشش ہے۔ صلاح الدین صاحب کو علم ہونا چاہیئے کہ مباہلہ میں ہار جیت اللہ تعالیٰ کی مدد پر منحصر ہوتی ہے اور وہی فریق کامیاب قرار پا سکتا ہے جس کو خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کا فعل اس کی سچائی اور صدق پر شہادت دے۔۔۔

اس قسم کی بھونڈی اور مضحکہ خیز کوششوں سے چائے خانوں اور بازاروں میں واہ واہ تو کرائی جا سکتی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق اللہ تعالیٰ کے دربار میں خود کو کامیاب نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

ہفت روزہ تکبیر کی یہ بے پر کی ہوائی جس کسی نے تیار کی اور جس نے شائع کی یا کرائی اس کے پیچھے الٰہی حکمت ضرور کارفرما نظر آتی ہے کہ مباہلہ تو کیرالہ (بھارت) میں ہوا۔ لیکن جھوٹ لکھنے اور شائع کرنے کی ذلت اور رسوائی ہفت روزہ "تکبیر" کے حصہ میں آئی گویا بھارت میں منعقد ہونے والے اس مباہلہ کا ایک نتیجہ پاکستان میں تو مباہلہ کے ٹھیک ۱½ ماہ بعد ہی ظاہر ہو گیا۔

سخی اللہ سے قریب ہے۔
جنت سے قریب ہے۔
لوگوں سے قریب ہے۔
اور آگ سے دور ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ۔ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۹ وفا ۱۳۶۸ ہش

۱۹ جولائی ۱۹۸۹ء

نشان نمائی اور ہم

کیا آسمانی نشان ہر شخص کو نظر آجاتے ہیں۔ عام طور پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں نے نشان ہی کونسا دکھایا ہے۔ آپ ایک بات کا ذکر کیجئے وہ بھی ان کے لئے نشان نہیں۔ دوسری بات کا ذکر کیجئے وہ بھی نشان نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نشان دیکھنے کے لئے اور نشان کو نشان سمجھنے کے لئے آسمانی نور والی آنکھ درکار ہے اور خدا کی عظمت اور محبّت سے بھرا ہوا دل۔ یہ نہ ہو تو کوئی نشان نشان ہی نہیں۔ انکار کرنے والے کے لئے انکار کے دلائل اور اقرار کرنے والے کے لئے دل کا اطمینان اور رُوح کا سکون۔

نشانوں کو دیکھ کر ایمان لانے والے بھی کم ہی ہوتے ہیں۔ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ بعض لوگ نشان کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اس طرح تو خدا سے یہ کہنے والی بات ہے کہ وہ نہیں جو تُو چاہے بلکہ وہ جو ہم چاہتے ہیں اور خدائی معاملات میں یہ بات بھی غلط ہوتی ہے۔

ہمیں اپنے چاروں طرف اور زندگی کے ہر شعبہ پر نظر رکھنے سے ہر جگہ اللہ تعالےٰ کی نشان نمائی نظر آئے گی اور ہمارے دِل اس سے اطمینان پکڑیں گے اور حقیقت یہ ہے کہ نشان ہیں ہی ہمارے لئے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"اللہ تعالےٰ نہیں چاہتا کہ ہماری جماعت کا ایمان کمزور رہے۔ مہمان اگر نہ بھی چاہے تو بھی میزبان کا فرض ہے کہ اس کے آگے کھانا رکھ دے۔ اسی طرح پر اگرچہ نشانوں کی ضرورت کوئی بھی نہ سمجھے تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کے ایمان کو بڑھانے کے لئے نشانات ظاہر کر رہا ہے۔ یہ بھی سچّی بات ہے کہ جو لوگ اپنے ایمان کو نشانوں کے ساتھ مشروط کرتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں"۔

پس نشان نمائی ہمارے لئے ہو رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے چاروں طرف نگاہ رکھیں اور نشانوں کو پہچانیں اور ان سے تقویتِ ایماں حاصل کریں۔

جب سے آغاز کیا اپنے سفر کا ہم نے
معجزہ دیکھا ہے دِل اور نظر کا ہم نے
ہر قدم ایک نیا ولولہ لے کر اُٹھّا
رابطہ جوڑا دعاؤں سے اثر کا ہم نے

ـــــ ابوالاقبال

○

ملے ملے نہ ملے منزلِ مراد مگر
سفر ہے شرط نہ مٹ پائے اپنا ذوقِ سفر

ہزار بار اسی راہ سے گزر کر بھی
میں سوچتا ہوں کہ شائد یہ ہے نئی ہی ڈگر

وہ میرے حسنِ تکلّم سے ہو گئے مسحور
میں ان کے دل کو نہ جیتوں تو حیف ہے مجھ پر

یہ آسمان کی آواز ہے سنو تو سہی
زمیں کی بات تو سنتے ہیں آپ شام و سحر

نہ جانے کیوں مرے دل میں اٹھی ہے موج یہ موج
کہ جیسے جھیل میں پھینکا گیا ہو اِک پتھر

مری دعاؤں میں شامل ہے ساری خلقِ خدا
عیال ہے ناخدا کی ہر ایک فردِ بشر

مجھے حبیبؐ خدا سے جدا کرو تو سہی
شکایتوں کا وہیں کھول دوں گا میں دفتر

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں مدعیٔ عشقِ رسولؐ
جنہیں خدا سے محبّت کی ہو سکی نہ خبر

میں دیکھتا ہوں کہ کس طرح جا رہے ہیں لوگ
وہ دیکھتے ہیں کہ بیٹھا ہؤا ہوں میں گھر پر

یہیں پہ بیٹھ رہوں گا تمام عمر نسیمؔ
یہ رہگذر ہے تلاشِ حبیبؐ کا محور

نسیمؔ سیفی

○

خدا کی عبادت اس طرح سے کر۔ گویا تو اس کو دیکھتا ہے۔ اور اگر تو اسے نہیں دیکھتا۔ تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔ اپنے آپ کو تمنّا سے بچا۔ کہ وہ بیوقوفوں کی وادی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک سیف الرحمٰن

تو پھر پتھر سے کیوں چشمے اُبلتے ہیں

قسط دوم - آخری

خاکسار اس بزرگ کے ساتھ واپس شہر میں آگیا۔ اس بزرگ کا نام بعد میں معلوم ہوا کہ ٹیلر ماسٹر نظام الدین ہے۔ اور کئی سال تک وہ مشرقی افریقہ میں رہے ہیں اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفیق کا شرف رکھتے ہیں۔ ۳، ۴ گھنٹہ کی اس سیر قادیان میں وہ بزرگ میرے ساتھ ساتھ رہے۔ اس بات سے خاکسار خاصہ متاثر ہوا کہ یہ بوڑھا اور عمر رسیدہ بزرگ نہ معلوم اپنے کس کام جا رہا تھا۔ لیکن میری رہنمائی کے لئے وقف ہو گیا۔ میں تھک گیا لیکن یہ نہیں تھکا۔ یہ جذبہ کیا ہے اور کتنا عجیب ہے؟

محترم ملک صلاح الدین صاحب خاکسار کو باصرار ۱۹۳۵ء کے جلسہ سالانہ قادیان دیکھنے کے لئے لے گئے۔ اپنے گھر میں ٹھہرایا اور جلسہ میں شامل ہونے کا موقع بہم پہنچایا۔ جلسہ کی تقاریر سے خاکسار خاصہ متاثر ہوا۔ خاص طور پر حضرت فضل عمر کے خطاب نے دل موہ لیا۔ بالآخر خاکسار نے قطع نظر اس کے کہ دلائل کی حقیقت کیا ہے۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر فیصلہ کر لیا کہ مجھے جماعت احمدیہ میں شامل ہونا ہی ہونا ہے۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۳۶ء کو بیت المبارک کے اس حِصہّ میں جو پرانا حِصہّ کہلاتا ہے ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب کی وساطت سے خاکسار نے حضرت فضلِ عمر کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی۔ حضور عصر کی نماز پڑھا کر تشریف لے جا رہے تھے کہ محترم ملک صاحب نے عرض کیا کہ یہ نوجوان بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ حضور وہیں بیٹھ گئے اور خاکسار کو بیعت کا شرف بخشا۔ جیسا کہ میں نے لکھا ہے کہ محترم ملک صلاح الدین صاحب، محترم ملک عبدالرحمٰن صاحب اور محترم راجہ محمد اسلم صاحب اس پتھر کے پہلے سنگتراش تھے۔ بعد میں اس پتھر کی تراش میں جن حضرات نے حِصہّ لیا ان میں حضرت فضل عمر کی خاص توجہ کے بعد حضرت میر محمد اسحاق صاحب اور حضرت میر مہدی حسن صاحب کا خاص حِصہّ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب مصلحین اور مامورین آتے ہیں تو وہ اپنی تعلیمات اور انفاسِ قدسیہ کے ذریعہ اصلاح نفس اور جذب الی اللہ کا وسیلہ بنتے ہیں۔ یہی سنت اللہ ہے اور اسی کے ذریعہ مخلوقات اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا باعث بنتی ہے اور ہر ایک اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس کے فضلوں سے حِصہّ پاتا ہے۔ بیعت کے بعد خاکسار نے بھی ان فضلوں کو جذب کرنے کے لئے قادیان میں ہی رہائش کا فیصلہ کیا تاکہ مولوی فاضل کے امتحان کی تیاری کر سکوں اور روحانی تربیت کے مواقع سے بھی فائدہ اٹھا سکوں۔

انہی دنوں حضور بیت المبارک کے اوپر کے حِصہّ میں مغرب کے بعد قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ خاکسار بھی اس درس میں شامل ہوتا تھا۔ شفاعت کا مضمون زیر درس تھا۔ جس پر حضور نے ہفتہ عشرہ مختلف نوٹس لکھوائے۔ اور پھر فرمایا اس مضمون کا امتحان لیا جائے گا۔ لیکن امتحان میں وہی لوگ شامل ہو سکیں گے جو یا تو واقف زندگی ہیں یا مہمان ہیں اور درس سننے کے لئے آئے ہوئے ہیں یا خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعلق ہیں۔

خاکسار کا شمار ان میں سے کسی درجہ میں نہیں تھا لیکن اس مضمون کے متعلق چند نکتے خاکسار کے ذہن میں کلبلا رہے تھے۔ آخر خاکسار کچھ لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ جب دوسرے دن پرچے پیش کرنے کا وقت آیا تو خاکسار نے بھی اپنا پرچہ محترم مولوی محمد عبداللہ صاحب اعجاز کو جو ان دنوں پرائیویٹ سیکرٹری یا اسسٹنٹ سیکرٹری تھے دیا کہ پیش کیا جائے حضور اندر حضرت ام وسیم کے کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تم تو کسی شمار میں نہیں ہو۔ میں نے کہا آپ اندر پہنچا تو دیں حضور اگر ردّ فرما دیں گے تو کوئی گلہ نہیں ہوگا۔ بہر حال وہ مان گئے اور پرچہ اندر بھجوا دیا۔ جب پرچے ملاحظہ کے بعد باہر آئے تو پتہ چلا کہ حضور نے تین معیار مقرر فرمائے ہیں۔ "بہت اچھا" یعنی فرسٹ ڈویژن میں پاس۔ "اچھا" یعنی پاس۔ "قِف" یعنی فیل۔ حضور کے یہ ریمارکس مولوی صاحب نے پڑھ کر سنائے۔ سب پر "اچھا" یا "قِف" لکھا تھا صرف خاکسار کے پرچہ پر لکھا تھا "بہت اچھا، گو مجھے اس کے بعض حصوں سے اتفاق نہیں"۔ ایک نووارد کے لئے یہ بڑی خوشی کی بات تھی۔ سب نے خوشی کا اظہار کیا۔ خاص طور پر حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔ بعد میں حضور نمازِ عشاء کے لئے تشریف لائے تو فرمایا اندر مستورات میں بھی صاحبزادی امۃ القیوم بیگم کا پرچہ "بہت اچھا" تھا۔ گو اس کا باہر مردوں میں ذکر نہیں ہوا۔

کچھ عرصہ بعد خاکسار نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ کافی عرصہ خاکسار کی درخواست کا جواب نہ آیا۔ قادیان میں ان دنوں کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ خاکسار ان سے اکتا گیا اور ارادہ کیا کہ قادیان سے چلا جاؤں۔ لیکن جانے سے پہلے خاکسار بہشتی مقبرہ گیا اور حضور کے مزار مبارک پر کھڑے ہو کر یہ دعا کی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ قادیان دارالامان ہے۔ پھر میرا یہ اضطراب کیوں اور یہ حالات کیسے؟ یہ دعا کر کے خاکسار واپس آگیا اور حضرت میر اسحاق صاحب سے جو میرے لئے واحد غم خوار اور ہمدرد تھے قادیان سے جانے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے وقفِ زندگی کی درخواست دی ہوئی ہے۔ کچھ دن گذرے تمہاری یہ درخواست تجزیہ کے لئے میرے پاس آئی تھی۔ میں نے تمہاری سفارش کی ہے۔ قریب میں فیصلہ متوقع ہے۔ اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ فی الحال تم نہ جاؤ لیکن اضطراب اتنا شدید تھا کہ خاکسار رک نہ سکا اور گھر آگیا۔ ہفتہ عشرہ بعد پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا خط موصول ہوا کہ تم نے زندگی وقف کی ہے اور تمہاری درخواست حضور نے منظور فرمائی ہے۔ اور حضور کے ارشاد کی تعمیل ایک احمدی کے فرائض میں شامل ہے۔ خط کا مضمون کیا تھا کہ ایک مصفّا پانی جس نے دل کے سارے اضطراب دھو دیئے اور گھر سے واپس چل پڑا۔ حضور ان دنوں سندھ جانے کیلئے لاہور آتے ہوئے تھے۔ خاکسار جب لاہور پہنچا تو حضور گاڑی میں سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پر تشریف لے جا چکے تھے۔ دوڑا دوڑا اسٹیشن پہنچا اور حاضری دی۔ حضور نے محترم چوہدری مشتاق احمد باجوہ سے فرمایا کہ انور صاحب کو (جو انچارج تحریک جدید تھے) یہ پیغام دے دیں کہ ان کا نام واقفین میں درج کر لیا جائے اور ان کی تربیت کا کورس بھی تیار کر دیا جائے یہ خود بھی پڑھیں اور دوسرے واقفین کو بھی پڑھائیں۔

اس سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک روز خاکسار نے حضرت میر مہدی حسن صاحب سے عرض کیا کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے۔ میرے دل کے اضطراب کو تسکین میں بدل دے اور خود میری حفاظت اور تربیت فرمائے۔ حضرت میر صاحب فرمانے لگے میاں ایسے بھی دعائیں ہوا کرتی ہیں تم نے دعا کرانی ہے تو میرے ساتھ میری غارِ حرا میں جایا کرو۔ وہاں اکٹھے دعائیں کریں گے۔ چنانچہ خاکسار نے ان کی ہدایت پر عمل کیا اور ان کے ساتھ جانے لگا۔ وہ دعا کے لئے محلہ دارالانوار سے دور پرے ریتلے ٹیلوں میں جایا کرتے تھے اور ایک نشیبی ڈھلوان جگہ میں جس کا نام انہوں نے "غارِ حرا" رکھا ہوا تھا نفل پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ وہاں جا کر خاکسار بھی ان کے ساتھ نفل پڑھنے لگا۔ اور کچھ عرصہ یہ تسلسل جاری رکھا۔ کچھ دنوں بعد فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے متعلق خبر دی ہے کہ تمہاری بعد کی زندگی پہلی زندگی سے بہتر ہوگی۔ چنانچہ اس کے بعد دِن بدِن لیکن آہستہ آہستہ حالات بدلنے لگے۔ خاکسار بہت ہی گنہگار انسان ہے۔ غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہوتی

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرکز سلسلہ ربوہ والا ماحول ہر طرف نظر آرہا تھا۔ خدام خوبصورت بیجز لگائے اپنی اپنی ڈیوٹیاں سنبھالے خدمت پر کمربستہ تھے۔ اور اللہ کے فضل سے تمام امور نہایت خوش اسلوبی سے طے پا رہے تھے اور یہی حُسنِ انتظام اس سارے جلسہ میں ہر طرف نمایاں نظر آتا رہا۔

جلسہ سالانہ مغربی جرمنی

۱۲ مئی

بروز جمعہ جلسہ سالانہ مغربی جرمنی کا آغاز ہوا۔ یہ جلسہ تین روز جاری رہ کر ۱۴ مئی کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اسی روز حضور انور نے جمعہ سے قبل ڈاک ملاحظہ فرمائی اور بعد ازاں نماز جمعہ و عصر کیلئے ناصر باغ تشریف لے گئے۔ جہاں دو بجے خطبہ جمعہ شروع فرمایا۔ اس خطبہ میں حضور انور نے اپنے گذشتہ خطبہ کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے پس منظر کو بیان فرمایا اور بڑی تفصیل سے اس عالمی سازش کے خدوخال واضح فرمائے۔ جو احمدیہ دشمنی کا سبب ہیں۔ حضور انور نے ان طاقتوں کا ذکر فرمایا جو اس میں ملوّث ہیں اور اس طرح ان کی اسلام دشمنی پر روشنی ڈالی۔ حضور انور نے آئندہ کے خطرات اور ان کے تدارک کے لئے لائحہ عمل کا بھی مفصّل ذکر فرمایا۔ اور اس ضمن میں احباب جماعت کو دعا کی طرف اور خدا کے دَر کے فقیر بن جانے کی طرف توجہ دلائی۔

نماز جمعہ و عصر کے بعد ٹھیک چار بجکر چھیالیس منٹ پر جلسہ سالانہ کا افتتاحی اجلاس شروع ہوا اور حضور انور نے تلاوت قرآن پاک کے لئے مکرم مقصود الحق صاحب کو طلب فرمایا۔ ان کے بعد مکرم محمد الیاس صاحب نے حضرت بانی سلسلہ کا منظوم کلام نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں حضور انور قادیان کے مینارہ کی شکل پر بنے ہوئے ڈائس میں تشریف لے گئے اور اعلان فرمایا کہ جماعت احمدیہ لاہور نے اگلی صدی کی مبارکباد اور نشانی کے طور پر ایک پلیٹ بنا کر امیر صاحب کی معرفت بھجوائی ہے جو امیر صاحب لاہور اس وقت پیش کریں گے۔ چنانچہ مکرم امیر صاحب لاہور نے چاندی کی بنی ہوئی یہ خوبصورت پلیٹ حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کی۔ اس پلیٹ کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ درمیان میں قادیان کا مینارہ کندہ ہے جس کے عین اوپر سیدنا حضرت بانی سلسلہ کے دستخطوں کا نمونہ ثبت ہے۔ اور اس طرح اس کے دائیں بائیں دو دو آئمہ احمدیت کے دستخطوں کے نمونے نقش ہیں۔

قادیان کے مینارہ کا یہ ماڈل مکرم عبدالسمیع صاحب نے اپنے چار بچوں کے ساتھ مل کر بڑی محنت سے بنایا تھا۔ جس سے جلسہ گاہ کی رونق میں نمایاں اضافہ ہوا۔

حضور کا خطاب

حضور انور نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ جب سے دوسری صدی قریب آرہی تھی مجھے جماعت احمدیہ جرمنی بشدّت یاد آتی رہی۔ ۲۳ مارچ کی تقاریب سے انصاف کا حق ادا کرنے والی جماعت انگلستان کو چھوڑ کر جرمنی آنا میرے لئے ممکن نہ تھا تاہم آپ کی خوبیوں کی وجہ سے مَیں آپ کو بھلا نہیں سکتا اور آج آپ کے اس تاریخی جلسہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ (اس طرح یہ اس صدی کا وہ پہلا جلسہ سالانہ بن گیا جس میں حضرت امام جماعت نے بنفس نفیس شرکت فرمائی) اسی ضمن میں حضور انور نے قادیان اور ربوہ کی مرکزی حیثیت کا ذکر کر کے وہاں پہ ہونے والے جلسہ سالانہ میں اپنی شرکت کی خواہش کا بھی اظہار فرمایا اور حسب حالات قادیان کے جلسہ میں شمولیت کے سلسلہ میں ہونے والی اب تک کی کارروائیوں کی تفصیلات بھی بیان فرمائیں۔

حضور انور نے جماعت جرمنی کے اخلاص اور قربانیوں کا بھی تذکرہ فرمایا اور بتایا کہ بیرون پاکستان جماعتوں میں جرمنی سب سے آگے ہے۔ اس خطاب میں حضور انور نے جماعت جرمنی کو گذشتہ کامیاب صدی پر اظہار تشکر کے طور پر جرمنی میں سَو بیوت الذکر تعمیر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور نے اپنی ایک تازہ رؤیا کے حوالہ سے جماعت جرمنی کو ایک خوشخبری بھی سنائی کہ آپ نے اس صدی کے منانے میں جو کوششیں کی ہیں اللہ تعالیٰ نے وہ قبول فرمائی ہیں۔ آخر پر حضور انور نے احباب جماعت کو بعض تربیتی امور کی طرف بھی توجہ دلائی اور اجتماعی دعا کے ساتھ اپنے خطاب کو ختم فرمایا۔

خطاب کے بعد ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا جو تقریباً ۲½ گھنٹے تک جاری رہا اور اس اثناء میں ۳۵ فیملیز اور چار چار، پانچ پانچ کے گروپ پر مشتمل خدام کی پانچ ٹولیوں نے ملاقات کی سعادت پائی۔

مستورات سے خطاب

۱۳ مئی

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن تھا۔ اس روز حضور انور نے مستورات میں نہایت بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ اس خطاب سے پہلے بعض عرب اور جرمن دوستوں سمیت ۴۵ فیملیوں نے حضور انور سے ملاقات کی۔ حضور انور نے مستورات میں اپنے خطاب کے دوران لجنہ کے انتظامات کی تعریف کی اور دین حق میں عورت کی عظمت کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے رحمی رشتوں کی نگہداشت اور سوسائٹی میں باہمی محبت کو فروغ دینے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے دین میں عورت کو بہت عظمت کا مقام عطا کیا گیا ہے۔ جس کو بحال کرنا آج احمدیت کی ذمہ داری ہے۔

حضور ایدہُ اللہ نے نہایت مؤثر اور دلنشین انداز میں احمدی خواتین کو ذات پات کے بندھنوں اور ایک دوسرے پر تمسخر کرنے، دوسروں سے طعن کرنے، بدظنی، تجسّس اور غیبت سے بچنے کی نصیحت فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ ٹھوکریں ہیں۔ اگر خدا کی محبت میں بلند مقام حاصل کرنا ہے تو ان ٹھوکروں سے بچ کر چلیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج اللہ کے دین کو ضرورت ہے کہ آپ سب اکٹھے ہو جائیں۔ ہمارا دشمن رشدی جیسے ناپاک اور گندے مسئلہ پر اکٹھا ہو سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ دین حق کا پیغام پہنچانے کے لئے اکٹھا نہیں ہو سکتیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ یہ نیک مثالیں اس ملک میں قائم کریں گی تو جرمن خواتین کے دلوں میں دین حق کی محبت پیدا ہو گی اور مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ یہ کریں گی تو آپ دین حق کی فتح کے قدموں کی چاپ سن سکیں گی۔

مجلس سوال و جواب

اسکے بعد ۱۳ مئی کا خصوصی پروگرام جرمن اور دیگر قوموں کے احمدی و غیر از جماعت مہمانوں کے ساتھ حضور کی مجلس سوال و جواب پر مشتمل تھا۔ اس موقع پر ۳۵۰ احمدی و غیر از جماعت جرمن اور دیگر قوموں کے مہمانوں نے شرکت کی اور پریس کمیٹی مغربی جرمنی نے جرمن پریس اور اخبارات اور ٹی۔وی کے نمائندوں کو بھی اس موقع پر بلایا ہوا تھا۔ چنانچہ شام کو جماعت کے جلسہ اور قرآن پاک کے مختلف زبانوں میں تراجم کی تصاویر پر مشتمل خبر لوکل ٹی وی پر نشر کی گئی۔ ان مہمانوں کی آمد پر تمام مہمانوں کو تراجم قرآن و حدیث اور دیگر کتب سلسلہ و تصاویر پر مشتمل نمائش بھی دکھائی گئی۔ پانچ بجے کے لگ بھگ حضور انور نے ایک وسیع شامیانے میں تشریف لا کر ان تمام مہمانوں کا استقبال فرمایا اور ان سے تعارف حاصل کرتے رہے جو کہ بالعموم انہیں ہمراہ لانے والے احمدی دوست ہی کراتے رہے۔

ان مہمانوں میں ممبران پارلیمنٹ، محکمہ تعمیرات کے انچارج، کینیا کے سفیر، سائنسدان، مشہور ادیب، مصنفین اور علاقے کی معزز شخصیات شامل تھیں۔ ملکوں کے لحاظ سے ان مہمانوں کا تعلق جرمنی، انگلستان، اٹلی، ترکی، البانیہ، مراکش، شام، اردن، افغانستان، ہندوستان، گیمبیا، کینیا، زائر، پرٹوریا، گھانا اور نائیجیریا سمیت ۱۶ ملکوں سے تھا۔ مہمانوں کے اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھنے کے بعد مجلس سوال و جواب کا آغاز ہوا اور حضور نے مہمانوں کو سوال کرنے کی دعوت دی۔ حضور انور نے نہایت مدلّل، مؤثر اور حکیمانہ انداز میں جواب ارشاد فرمائے۔ یہ سوالات جرمن، انگریزی، عربی، پشتو اور پنجابی زبانوں میں پیش کئے گئے۔ جرمن زبان میں ترجمانی کا فریضہ مکرم ہدایت اللہ صاحب ہیوبش اور پشتو میں مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب نے ادا کیا۔ تمام مہمانوں نے بڑی دلچسپی اور دلجمعی کا مظاہرہ کیا اور کاموں کا ہرج کر کے بھی بیٹھے رہے کہ جانے کو دل ہی نہ کرتا تھا۔ چنانچہ یہ مجلس ۵ بجے سے شروع ہو کر رات ۸ بج کر ۲۰ منٹ تک جاری رہی۔ اس موقع پر حاضرین نے حضور سے جو سوالات دریافت کئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کی نوعیت درج ذیل ہے۔

پاکستان میں جماعت احمدیہ پر مظالم کی وجہ، احمدیت کے اغراض و مقاصد، رزق حلال کے ذرائع اور دین حق کی تعلیم، دین حق میں عورتوں کے حقوق، حقیقت معراج، معجزۂ شق قمر کی حقیقت، عورت سے ہاتھ نہ ملانے میں کیا حکمت ہے، نظام ورثہ، دین حق میں عورت کی حکمرانی۔ ایک جرمن نوجوان نے یہ دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جرمن نوجوان احمدی ہوتے ہی سروں پر ٹوپیاں رکھ لیتے ہیں اور داڑھیاں رکھنے لگتے ہیں، ایک دوست نے دریافت کیا کہ احمدیت کو قائم ہوئے سو سال کا عرصہ بیت گیا لیکن ہم نے ابھی تک ترکی میں اس کا نام تک نہیں سنا۔ ایک عرب نے سوال کیا کہ اسلام میں ۷۳ فرقے ہیں۔ کیسے پتہ چلے کہ کون سا فرقہ حق پر ہے اور کون سا باطل پر۔

ایک ہندوستانی دوست نے پنجابی میں سوال کیا کہ ہر مذہب ایک اوتار کی انتظار میں ہے آپ کے خیال میں وہ اوتار کس مذہب میں آئے گا؟ حضور انور نے ان کی خواہش پر انہیں پنجابی زبان میں نہایت ہی دلکش اور مؤثر جواب دیا۔ اور انہیں بتایا کہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر تمام بنی نوع انسان کے نام میرا پیغام اس مضمون پر مشتمل ہے۔

ایک اخباری نمائندے نے سوال کیا کہ احمدیہ جماعت دیگر مسلمانوں کی نسبت زیادہ فعال کیوں ہے۔ (یہ تمام سوال و جواب کیسٹ کی صورت میں موجود ہیں اور عندالطلب مہیا کئے جا سکتے ہیں) اس موقع پر ایک عرب دوست نے یہ سوال پوچھا کہ جب آپ مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں اور آپ کے عقائد بھی وہی ہیں تو پھر مسلمان آپ کو کیوں غیر مسلم سمجھتے ہیں؟

۲۷ افراد اور ایک فیملی کی بیعت

اس مجلس سوال و جواب کے آخر میں خدا تعالے کے فضل و کرم کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے والے ۲۶ احباب نے حضور انور کے دست مبارک پر اجتماعی بیعت کی سعادت پائی۔ ان دوستوں میں ۱۳ عرب، ۹ البانین، ۲ جرمن ایک ترک اور ایک گھانین شامل ہیں۔ اس کے بعد حضور انور مجلس عرفان کے لئے بڑے جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ حضور اس کے اندر داخل ہوا چاہتے تھے کہ ایک ترک دوست نے اپنے ایک پاکستانی احمدی دوست کے ساتھ آگے بڑھ کر سلام کیا اور عرض کیا کہ میں بھی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اجتماعی بیعت کے وقت مجھے پتہ ہی نہیں چل سکا۔ اور یوں میں اس وقت بیعت نہیں کر سکا۔ اب میری بیعت قبول فرمالیں۔ چنانچہ حضور انور نے ان کی بیعت قبول فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور نے احباب کو سوالات کرنے کی دعوت دی تو ایک اور دوست نے کھڑے ہو کر بیعت قبول کئے جانے کی درخواست کی۔ یہ دوست پاکستانی تھے اور مع فیملی بیعت کے خواہاں تھے۔ چنانچہ ان کی بیعت بھی قبول ہوئی اور اس طرح ایک روز میں خدا تعالے نے جماعت کو ۲۷ احباب اور ایک فیملی کی بیعتیں عطا فرمائیں۔

اعلان برائے سیکرٹریان ناصرات الاحمدیہ

ناصرات کی سیکرٹریان سے گذارش ہے کہ لجنہ کا سال ختم ہونے میں صرف تین ماہ باقی ہیں اور ناصرات کی مجالس سے ان کی ماہانہ رپورٹیں بہت کم موصول ہو رہی ہیں۔ برائے مہربانی اس طرف توجہ کریں اور ضلعی صدرین اپنی ذیلی مجالس ناصرات کو رپورٹیں بھیجنے کی تاکید کریں۔

سیکرٹری
ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ

کیا آپ اپنے بچوں کو بھی تلقین کرتے ہیں کہ وہ جمعہ کی نماز ادا کیا کریں۔ نماز کے بعد بڑے وقار کے ساتھ بیت سے باہر نکلیں اور جو کچھ خطبہ میں سنا ہو وہ اُن دوستوں کو بتائیں جنہوں نے نہ سُنا ہو۔ اس طرح وہ نیکی کرنے اور نیکی پھیلانے کا باعث بنیں گے۔

نون سین

تعارف

دوشیزۂ نیل

خدا کے فضل سے احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے سلسلے میں ساری دنیا میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ لکھا جا رہا ہے اور لکھا جائے گا۔ اور شائد کسی وقت یہ کہنا مشکل نہ ہو اور نہ ہی نادرست کہ جو کچھ صد سالہ جشن تشکر کے سلسلے میں لکھا گیا ہے وہ ایک موضوع کے لحاظ سے کسی بھی اور موضوع سے زیادہ ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سلطان القلم تھے اور حضور کے پیرو کار اہل قلم۔ اس وقت ہمارے سامنے نسیم ناہید ساہی کا ایک مختصر لیکن نہایت سبق آموز اور اس لئے مفید کتابچہ "دوشیزۂ نیل" ہے ہمیں اس بات سے مسرت ہوئی کہ اس کتابچے کا نام بھی ایسا تجویز کیا گیا جو پڑھنے کے لئے خود بخود دعوت دیتا ہے۔ نیل دنیا کا ایک بہت مشہور دریا ہے اور اس دریا کی دوشیزہ کیا ہوگی یہ بات معلوم کرنے کے لئے ہر شخص یہ کتابچہ پڑھنا چاہے گا ہے تو یہ بچوں کے لئے لیکن ہم نے بھی اس کو بہت دلچسپی سے پڑھا ہے۔

مصنفہ اس کا یوں آغاز کرتی ہیں

"پیارے بچو جو کہانی میں تمہیں سنانے والی ہوں وہ نہ تو کسی بادشاہ کی ہے۔ نہ وزیر کی نہ جن بھوت اور پریوں کی اور نہ ہی کسی جادوگر کی۔ یہ ہمارے بہت پیارے رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پیار کرنے والے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانے کی ہے۔ دریائے نیل کی۔"

نہایت آسان الفاظ میں دعا کی قبولیت کا ایک پیارا واقعہ پیش کیا گیا ہے۔ نیل خشک ہو جاتا ہے اور رسم و رواج کے مطابق ایک دوشیزہ کو نہایت سج دھج کے ساتھ نیل پر قربان کرنے کی تقریب منعقد کی جانے والی ہے۔

حضرت عمر بن العاص رضی مصر کے گورنر تھے انہیں پتہ چلا کہ ایک دوشیزہ کو نیل پر قربان کیا جانے والا ہے وہ مجسم حیرت ہو کر پوچھنے لگے کہ معاملہ کیا ہے۔ ہجوم سے آواز آئی۔ حضور! دریائے نیل سوکھ گیا ہے آپ نے فرمایا ہاں ہاں۔ یہ تو میں جانتا ہوں ہجوم میں سے ایک شخص نے کہا ملک میں قحط پڑنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس سے دوشیزہ کا کیا واسطہ۔ ایک نوجوان آگے بڑھا اور آپ رضی کو مخاطب کر کے بولا۔ حضور زمین جب پیاسی ہو تو اس کی پیاس انسانی خون سے بجھائی جاتی ہے تاکہ وہ خوش ہو کر پھر سے ہمارے لئے اناج اور ہمارے ڈھور ڈنگروں کے لئے گھاس پیدا کرے۔ صدیوں سے ہمارے باپ دادا اسی طرح دریا کے سوکھ جانے پر کنواری دوشیزہ کی قربانی کرتے چلے آئے ہیں اور یہ دوشیزہ نیل کی دلہن کہلاتی ہے۔ یہ سارا کام ہم اپنی خوشی اور مرضی سے سرانجام دیتے ہیں۔ جس میں کوئی زبردستی زیادتی نہیں ہوتی۔

حضرت عمر بن العاص رضی نے سوچا کہ یہ لوگ کتنے ضعیف الاعتقاد اور توہم پرست ہیں۔ ان کے دل پتھر کی طرح سخت ہیں۔ اپنے جگر گوشوں اور دل کے ٹکڑوں کو اپنے ہی ہاتھوں سے توہمات کی نظر کر دیتے ہیں۔ ہم اللہ کی مدد اور اسلام کی تعلیم سے ان کی کایا پلٹیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی خلیفۃ المسلمین کو اس بات کی اطلاع دی اور حضرت عمر رضی نے ایک خط دریائے نیل کے نام پر لکھ کر ارسال کیا۔ خط یہ تھا:

اے دریا اگر تم اپنی مرضی
سے چلتے ہو یا تمہارا چلنا
تمہارے اختیار میں ہے تو
بے شک نہ چلو اور سوکھ جاؤ
لیکن اگر حکم خداوندی سے
چلتے ہو تو میری عاجزانہ دعا
ہے کہ وہ قادر مطلق و توانا
خدا تمہیں جاری کر دے۔

مصنفہ نے اس بات کو بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ دریائے نیل تو پڑھ ہی نہیں سکتا تو اس میں یہ خط ڈالنے

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگاں

شیخ نور احمد منیر

مکرم شیخ نذیر احمد صاحب شفیع

عاجز راقم کے برادر اکبر شیخ نذیر احمد صاحب شفیع ۱۲ جون ۱۹۸۹ء بروز سوموار اتفاق ہاسپٹل لاہور میں بوقت دس بجے دن کے وفات پا گئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ عرصہ دو سال سے بیمار چلے آرہے تھے ۔ آپ کی تدفین ماڈل ٹاؤن کے احمدیہ قبرستان میں ہوئی قبر پر عاجز نے دعا کرائی ۔

میرے برادر اکبر جن کو ہم بھائی شفیع کہا کرتے تھے ۔ بہت خوبیوں کے مالک تھے ۔ ہنس مکھ ، ملنسار ، اور محبت کرنے والے تھے ۔ غریب پروری ، صلہ رحمی ، ان کی عادتِ ثانیہ اور جبلت تھی ۔ برادرم ۱۹۱۳ء میں بمقام شجاع آباد ضلع ملتان میں پیدا ہوئے ۔ برادرم اکبر مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب انچارج مربی و امیر جماعت امریکہ سے چار سال چھوٹے تھے برادرم کی پیدائش ۱۹۱۰ء کی ہے ۔ میرے والد ماجد حضرت شیخ محمد دین صاحب ۱۹۱۸ء میں قادیان رہائش کے لئے تشریف لے گئے تھے ۔

برادرم شفیع صاحب اور ہم سب بہن بھائی جو تعداد میں دس تھے ۔ ۵ بھائی اور پانچ ہمشیرگان اور اب ہم آٹھ بقید حیات ہیں ۔ سب پیدائشی احمدی ہیں ۔ میرے والد صاحب نے ۱۹۰۷ء میں بیعت کی ۔ ہمارے سب سے بڑے بھائی مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ہیں ۔

برادرم شفیع صاحب کی تعلیم و تربیت قادیان میں ہوئی وہاں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ۔ قادیان میں ایسے عظیم اور قابل قدر اساتذہ سے فخرِ تلمذ طے کیا جو کوہ وقار تھے ۔ نیکی اور تقویٰ ان کا لبادہ تھا وہ ہمیشہ حضرت مولوی محمد دین صاحب ، حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب ، حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب ، حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب کا ذکر خیر کیا کرتے اور ان کے واقعات سنایا کرتے تھے ۔ ان اساتذہ کی لیاقت ، قابلیت ، مہارت اور انتظامی صلاحیتوں کا ذکر کرتے اور کہا کرتے کہ ان کے چہروں پر نورانیت اور روحانیت کے آثار ہویدا تھے ۔ طلباء کی بہبود اور تعلیمی ترقی کا بہت ہی خیال رکھتے ۔ ٹیوشن کی لالچ اور حرص سے یہ بہت دور تھے ۔ ان کے زمانہ میں نتائج نہ صرف خوش کن تھے بلکہ ضلع گورداسپور میں ریکارڈ تھے ۔ یہ اساتذہ تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی اخلاقی تربیت بھی کیا کرتے تھے ۔ اور انتہائی محبت کرنے والے ہر طالب علم کے ساتھ ان کا ذاتی تعلق تھا ۔ برادرم نے چند سال صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت کی ۔ ان کو مکرم سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ۔ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ، حضرت مفتی محمد صادق صاحب ، اور حضرت عبدالمغنی صاحب ، کے ساتھ کام کرنے کا اتفاق ہوا ۔ ان بزرگوں کے وہ مداح تھے ۔ اور ان کی خوبیوں کا وہ تذکرہ کیا کرتے تھے ۔ ان کی انکساری اور بلندی اخلاق کے واقعات بکثرت سنایا کرتے تھے ۔ میں نے ان کو ایک دفعہ کہا کہ آپ یہ جملہ مشاہدات تحریر کریں کہنے لگے کہ مجھے لکھنا نہیں آتا ۔

آپ ایک فدائی اور مثالی احمدی تھے بزرگان سلسلہ سے آکر ربوہ میں ملاقاتیں کرتے قادیان کے قدیمی باشندوں سے مل کر بہت ہی محظوظ ہوتے اعجوبے پرانی یادوں کو تازہ کیا کرتے ۔ خاندان حضرت بانیٔ احمدیت کے صاحبزادگان سے ملتے اور مسرور ہوتے ۔ ربوہ میں اپنے پرانے اساتذہ سے ملتے ۔ ان سے معانقہ کرتے ایک دفعہ آپ حضرت مولوی محمد دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ سے ملنے گئے ۔ ان کے پاس مکرم سیّد عبدالرزاق شاہ صاحب بیٹھے ہوئے تھے ۔ برادرم نے حضرت مولوی صاحب سے مصافحہ کیا ۔ مگر انہوں نے کوئی بات نہ کی ۔ برادرم کو تکلیف ہوئی ۔ اور آگے چلا ہے مکرم شاہ صاحب نے حضرت مولوی صاحب کو کہا کہ آپ نے ان کو پہچانا نہیں ۔ یہ شفیع ہے اور شیخ محمد دین صاحب کا لڑکا حضرت مولوی صاحب جلدی سے اٹھے اور آپ کے کندھے کو مضبوطی سے پکڑ لیا ۔ اور کہا کہ میں تمہارے والد کا ہمنام ہوں ۔

" تم کو بولنا نہیں آتا ۔ میرے تو ذہن سے تمہاری شکل اتر گئی ہے " طویل معانقہ کیا اور اپنے پاس بٹھلایا برادرم اس ملاقات سے بہت خوش ہوئے ۔ ربوہ آتے تو بیت المبارک میں نمازیں ادا کرتے ۔ اور وہاں سلسلہ کے کئی علماء اور مبلغین اور بزرگان کرام سے ملاقاتیں کیا کرتے ۔ سلسلہ کے اخبارات اور رسائل کا بڑے اہتمام سے بالخصوص الفضل کا مطالعہ کرتے ایک امر وہ مجھے بار بار کہا کرتے کہ مشاہیر احمدیت کے حالات پر کوئی ضخیم کتاب تیار ہونی چاہیئے کیونکہ ان کی سیرت و سوانح میں اہم واقعات ہیں ۔ اگر ان کو قلمبند کیا جائے تو یہ جماعت کی نئی پود کے لئے بہت ہی مفید کتاب ہوگی ۔ اور اس کے اثرات و ثمرات ظاہر و باہر ہیں اور ان بزرگوں کے اپنے خاندانوں کے اخلاص اور تربیت میں بھی ممد ہوگی ۔ برادرم جماعت کی ترقی اور تعمیر کے لئے بہت سی تجاویز کا ذکر کیا کرتے ۔ ایک عرصہ دراز تک نیروبی تنزانیہ کے شہر موروگورو کی برٹش فرم میں ملازمت کی ۔ آپ وہاں سیلز مینجر تھے اپنی ڈیوٹی انتہائی دیانت اور محنت سے ادا کیا کرتے ان کے پاس بہترین ٹیکنیکل ٹریننگ تھے ۔ انگریزی ڈرافٹنگ میں ان کی قابلیت مسلّمہ تھی ۔ جب مشرقی افریقہ میں نیشنل حکومت قائم ہوئی تو آپ پاکستان آگئے ۔ یہاں کچھ عرصہ تجارت بھی کرتے رہے اس وقت ان کے چھ صاحبزادے ہیں ۔ جو سب سپلائی اور امپورٹ کا کاروبار کرتے ہیں ۔ سب شادی شدہ ہیں اور بابرگ و بار ہیں ۔ ان سب کی کوٹھیاں ماڈل ٹاؤن میں ہیں ۔ اور دفاتر لاہور کراچی اور اسلام آباد میں ہیں ۔ آپ نے اپنی فیملی کو پھلتا پھولتا دیکھا ۔ اور اس باغ و بہار کو دیکھ کر وہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو ۔

اے خدا بر تربت او رحمت ببار

ناروے میں صد سالہ جشن تشکّر

ایک مکتوب

زکیہ عارف
سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

محترمی ایڈیٹر صاحب الفضل !

ہر روز الفضل اخبار پڑھ کر دل بے اختیار چاہتا تھا کہ آپ کو اپنے جذبات کا اظہار کریں ۔ مگر نت نئی نئی دلچسپ معلومات سے پر باتیں پڑھ کر انہیں میں مگن ہو جاتے تھے ۔ اور دل سے دعائیں نکلتی ہیں کہ خدایا نظر نہ لگ جائے چار سال اتنا لمبا عرصہ الفضل بند رہنے سے ایسا لگتا تھا کہ گویا ہم اپنے آپ سے کٹ گئے ہیں اپنی بھی کچھ خبر نہ ملتی تھی کہ ہم کیا ہیں اور کہاں ہیں دوسرے رسالوں اور ضمیموں کا سہارا لینا پڑتا تھا ۔ اچانک مژدہ سنا کہ الفضل جاری ہو رہا ہے ۔ یقین نہیں آرہا تھا کہ ہم کیا سن رہے ہیں ۔

الفضل پر تو وہی مثال صادق آتی کہ " جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کر نکلتا ہے " الفضل تو بے بہا خزانوں کے ساتھ نکھر کر سامنے آرہی ہے اور دن بدن نئی نئی باتوں کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔ اللھم زد فزد ۔

اس کے بارے میں لوگوں کے آپ کے نام خطوط پڑھ پڑھ کر ہماری بھی یہی حالت ہوتی ہے ۔ کہ سب سے پہلے ایک نظر ہم دیکھ لیں پھر دوسرے کے ہاتھ میں جائے ۔

جلدی سے ارشادات عالیہ پر نظر ڈالتی ہوں ۔ جو حالات حاضرہ کا نچوڑ ہوتا ہے ۔ سب سمجھ آجاتی ہے کہ کیسے حالات ہیں ۔ بہت محنت اور جانفشانی سے حضور اقدس کی مناسب حال تحریرات کو اخبار کی زینت بنایا جاتا ہے ۔ جو کہ دراصل خدا کی آواز ہی ہوتی ہیں ۔ جنہیں پڑھ کر دل کانپ جاتا ہے ۔ خدا ہم سب کو عمل کی توفیق دے ۔

ہے تو یہ صحافت میں مان کی بات ۔ یہ ابوالاقبال کون حضرت ہیں جو روزانہ حالات کے مطابق رباعی لکھ دیتے ہیں ۔ رئیس امروہوی کی طرح ۔ بس خواہ مخواہ کا تجسس ہے ۔ کیا دماغ پایا ہے ۔ اس بچی کی طرح ہم بھی حیرت زدہ ہیں کہ واقعی آپ روزانہ اتنی بڑی نظم کیسے لکھ لیتے ہیں ؟ یہ تو خدا تعالےٰ کی دین ہے جسے چاہے دے ۔ روزانہ کی لمبی نظموں اور اداریوں میں ہم جیسوں کے دلوں کی آواز ہوتی ہے ۔ جو ہم سمجھتے ہیں وہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرے روز اخبار میں آجاتا ہے۔ اور ہمارا دل ہلکا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کو صحت و تندرستی سے اسی طرح خدمت انسان کی توفیق دیئے رکھے۔

پیارے حضور کی نظم

"ہم آن ملیں گے متوالو بس دیر ہے کل یا پرسوں کی" کیا ہمیں کم رلاتی ہے۔ جو کل کی نظم نے (اصغری نورالحق کراچی) ہمیں مزید رلایا ہے۔

"اے جان تمنا آبھی جا اب اور نہ ہم کو تڑپانا
ہم ہار گئے اور مار گئی ہم کو یہ جدائی برسوں کی"

یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ حضور جو آج جا رہے ہیں برسوں کی جدائی بنتی جائے گی۔ اے خدا تو ہمارے حال پر رحم فرما۔ اور ہماری آزمائش ختم کر دے۔ خوشیوں کامیابیوں کے دن جلد لوٹ آئیں۔

آپ کو کینیڈا کے جشن تشکر کی رپورٹ ملی جس میں ہمارے بھائی کرنل سعید صاحب کا بھی فوٹو ہے۔ ہمارے بیٹے رفیق احمد فوزی نے بھی ہمیں اپنی سب کارروائی کی رپورٹ بھجوائی ہے۔ رسوائے زمانہ سلمان رشدی کے بارے میں فوزی کا انٹرویو بھی لیا گیا جو جنوبی ناروے کی بڑی بڑی اخباروں میں بیٹے کی فوٹو کے ساتھ چھپا ہے۔ پھر جشن تشکر کی نمائش۔ جھنڈا لہرانا۔ سب کی فوٹو ہیں۔ یہاں سب نے بہت خوشی سے دیکھا اور پڑھا ہے۔ یہ سب کارروائی یہاں سب اپنے اپنے گھروں میں دکھانے لے جاتے رہے۔ تو ہم نے سوچا کیوں نہ آپ کو بھجوا دی جائے۔ جو مناسب ہو آپ اخبار الفضل میں شائع کر دیں تاکہ سب لوگوں کو ناروے کی سرگرمیاں بھی علم میں آجائیں۔ تقریباً ایک ماہ سے یہ فوٹو وغیرہ آئی ہوئی ہیں۔ کبھی کہیں کبھی کہیں چلے جاتے تھے۔ اب آپ بھی من پسند چن کر پھر واپس بھجوا دیں۔ شکریہ۔ (جاری)

موصیان کرام متوجہ ہوں

دفتر وصیت سے خط و کتابت کرتے وقت اپنا وصیت نمبر ضرور لکھا کریں۔ اس طرح جب بھی آپ کا ایڈریس تبدیل ہو فوری دفتر وصیت کو نئے ایڈریس سے آگاہ کریں۔ چندہ جمع کراتے وقت بھی رسید پر وصیت نمبر ضرور لکھوایا کریں۔

بقیہ: تو پھر پتھر سے کیوں چشمے ابلتے ہیں

رہتی ہیں لیکن خدا کے فضل کو کون روک سکتا ہے۔ وہ اگر چاہے تو ذرۂ ناچیز کو بھی چمکتا سورج۔ چمکتا چاند اور چمکتے ستارے بنا سکتا ہے۔ وہ مہربان خدا اپنے بندوں کے لئے اس قدر مہربان ہے کہ بعض کو خود بتاتا ہے کہ تم بھول گئے ہو تمہاری فلاں نیکی بھی تمہارے توشۂ اعمال میں پڑی ہوئی ہے۔ اسے نکالو اور اپنے میزان میں رکھو تاکہ بخشش کا پلڑا بھاری ہو جاتے۔ وہ قصہ بھی یاد ہے جو حدیثوں میں آیا ہے کہ ایک شخص اتنا گنہگار تھا کہ اس نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میری لاش کو جلا دینا۔ پھر میری خاک کو ہوائیں اڑا دینا تاکہ میرا کوئی نشان بھی باقی نہ رہے۔ شاید اس طرح میں خدا کے عذاب سے بچ جاؤں۔ چنانچہ اس کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن خدا تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے اس شخص کے ذرّوں کو اکٹھا کیا اور انہیں انسان کی شکل دی اور پھر اپنے سامنے کھڑا کیا اور پوچھا اے میرے بندے تم نے ایسا کیوں کیا۔ اس بندے نے عرض کی تیرے عذاب کے ڈر سے۔ خدا نے کہا دیکھ تو میری بخشش سے اتنا مایوس کیوں ہے جا جنّت میں رہ میں نے تیرے تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ پس یہ خاکسار بھی بمطابق نوید قرآنی (جو شخص روزِ قیامت مغفرت کی پوری امید رکھتا ہے، الشعراء: ۸۳) امید وار ہے کہ وہ غفار الذنوب خدا جزا سزا کے دن عاجز کی خطائیں معاف کر دے گا، جیسا کہ اس نے محض اپنے کرم سے اس دنیا میں اپنے اس عاجز بندے پر بے انتہا فضل کئے اور مختلف انواع کی برکتوں سے نوازا، جس میں اس عاجز کے اعمال کا کچھ بھی دخل نہیں، ہاں اس کے ان فضلوں کو دیکھ کر بے اختیار نوک زبان پر یہ شعر آجاتا ہے،

ایک پتھر کی بھی تقدیر بدل سکتی ہے
شرط یہ ہے کہ قرینے سے تراشا جائے

انسانوں میں سب سے اچھا انسان وہ ہے۔ جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے

بقیہ: دوشیزۂ نیل

سے کسی نتیجے کی امید کس طرح کی جا سکتی ہے۔

انہوں نے جس طرح اس بات کو سمجھایا ہے وہ آپ اس کتاب میں پڑھیں۔ اگر ہم نے سب کچھ بتا دیا تو آپ کہیں گے کہ اب اس کتاب کے پڑھنے کی کیا ضرورت۔

اس کے بعد ایک اور کہانی حضرت عثمانؓ کے متعلق ہے۔ قحط پڑ گیا اور طاعون کی وبا پھیل گئی کھیت کھلیان سوکھ گئے۔ ہر طرف ریت کے بگولے اڑتے نظر آتے انسان جانور چرند پرند سب بھوک اور فاقوں سے مرنے لگے۔ ان حالات میں حضرت عثمان رضؓ نے ایک قافلے سے بہت سا غلہ خریدا لوگ خوش ہو گئے کہ اب ہماری ضرورتیں پوری ہو جائیں گی۔ لیکن حضرت عثمان رضؓ نے اعلان فرمایا کہ میں خورونوش کا یہ سامان صرف ان لوگوں کو دوں گا جو سب سے زیادہ قیمت ادا کریں۔ بات بڑی حیرانی کی تھی حضرت عثمانؓ جو اپنے غناء کے لئے مشہور تھے اور غریبوں کی مدد کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ خورونوش کا سامان صرف ان لوگوں کو دوں گا جو سب سے زیادہ قیمت ادا کریں۔ لیکن کچھ دیر کے بعد حضرت عثمانؓ اناج سے لدے ہوئے اونٹ شہر میں لے آئے۔ اور اعلان کروا دیا کہ جس شخص کو جتنے اناج کی ضرورت ہے وہ آئے اور مفت لے جائے۔ پھر کیا تھا لوگ خوشی سے دیوانے ہو گئے کیونکہ جب مایوسی اور ناامیدی کے بعد امید بر آئے تو خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔ یہ تھی وہ بات جس نے آپ کو نرالا بیوپاری بنایا یعنی انہوں نے اس خورونوش کے سامان کے بدلے میں جو قیمت لی وہ غلہ لے جانے والوں کی دعائیں تھیں اور انہوں نے ایسا اس لئے کیا کہ اللہ کے نام پر مفت تقسیم کرنے پر انہیں ستر گنا ثواب کی امید تھی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں ستر گنا ثواب دیتا ہوں۔ تو آپ نے دیکھا کہ یہ کتنی پیاری مثال ہے اور کتنا حسین جذبہ ہے۔ ایسی باتوں کو پڑھ کر یقیناً ہمارے دلوں میں خصوصاً بچپن ہی میں بچوں کے دلوں میں اس بات کی اہمیت میخ کی طرح گڑ جاتی ہے کہ دوسروں کا بھلا کرنے سے جو ثواب ملتا ہے اس کی کوئی دنیاوی قیمت ادا نہیں کی جا سکتی۔ اگر ہم میں سے ہر شخص کے جذبات ایسے ہی ہو جائیں تو یقیناً اس معاشرے میں ایسی خوبصورتی پیدا ہو جائے گی کہ نہ کہیں کوئی مشکل نظر آئے گی نہ کوئی کسی تکلیف سے دوچار ہوگا۔ سب مل جل کر ایک دوسرے کی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

اس کتابچے میں اور باتیں بھی ہیں لیکن ہم نے یہ چند ایک باتیں پیش کر دی ہیں۔ یہ کتابچہ صد سالہ جشن تشکر کے سلسلے میں لجنہ اماء اللہ لاہور نے شائع کیا ہے۔ کہاں سے مل سکتا ہے۔ اس بات کا کتاب سے تو کچھ پتہ نہیں چلتا لیکن ہمارا خیال ہے کہ اگر آپ کو لجنہ اماء اللہ لاہور کا ایڈریس معلوم ہے یا آپ کہیں سے معلوم کر سکتے ہیں تو لکھئے اور یہ کتابچہ منگوا کر خود بھی پڑھیئے اور اپنے بچوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔

ہم نسیم ناہید ساہی صاحبہ کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں ایک ایسی پیاری کتاب شائع کروانے کا انتظام کیا۔ خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ نسیم ناہید ساہی کے قلم میں برکت دے اور آپ بیش از بیش ایسی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔

اطفال وقف جدید کا سارا بوجھ اٹھائیں

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث کی خواہش تھی کہ اطفال وقف جدید کا سارا بوجھ اٹھالیں۔

اطفال بھائیو! کیا آپ نے اپنا چندہ وقف جدید ادا کر دیا ہے۔ اگر نہیں کیا تو جلد از جلد اپنا چندہ ادا کر کے حضور کی خواہش کو پورا کرنے میں اپنا ہاتھ بٹائیں۔

(سیکرٹری وقف جدید مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

ناظمین اطفال توجہ فرمائیں

اطفال کی رخصتوں سے فائدہ اٹھا کر زیادہ سے زیادہ وقار عمل کروائے جائیں۔ ہر ماہ کم از کم دو وقار عمل کروا کر ان کی رپورٹ مرکز کو ارسال کی جائے۔

(سیکرٹری وقار عمل مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولوی نُور احمد صاحب آف لودھی ننگل

آپ قرآن مجید۔ حدیث اور بائیبل کے بلند پایہ عالم تھے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ہم مکتب تھے۔ جب ۱۸۹۳ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بحث عبداللہ آتھم کے ساتھ امرتسر میں ہو رہی تھی۔ آپ اپنے کسی کام کے لئے امرتسر گئے۔ ہال بازار میں ایک دکان پر بیٹھے تھے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کا وہاں سے گزر ہوا مولوی نذر احمد صاحب پہلے ہی حضرت مولوی نورالدین صاحب سے واقف تھے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے مولوی نور احمد صاحب کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا کہ آؤ تمہیں ہم اپنا مرزا دکھائیں۔ جائے مباحثہ پر جاکر جب مولوی نور احمد صاحب نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا چہرہ دیکھا تو بے ساختہ منہ سے نکلا کہ یہ کاذب کا چہرہ نہیں ہے۔ دو دن صحبت میں رہے اور بیعت کر کے واپس گاؤں آگئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو جب پتہ چلا کہ ان کے دوست نے بیعت کر لی ہے تو بڑے غصہ سے لودھی ننگل آئے۔ مولوی صاحب سے بحث کی مگر ناکام ہو کر واپس چلے گئے۔ ۱۹۱۲ء میں حضرت میاں محمود احمد صاحب تشریف لاتے ابھی امامت کا تاج نہیں پہنا تھا۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب ہمراہ تھے۔ ہمارے گاؤں کے اکثر لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ حضرت مولوی نور احمد صاحب جید عالم با عمل تھے۔ بہترین طبیب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ دُور دُور سے سکھ و مسلمان رئیس علاج معالجہ کے لئے جاتے۔ ان کی بہت عزت کرتے۔ حضرت مولوی صاحب کو عربی فارسی میں خاصا عبور تھا۔ صبح سے لیکر شام تک ان کے دیوان خانہ میں مذہبی امور پر بحث رہتی۔ علماء پادری دیگر تعلیم یافتہ احباب کی آمد رہتی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ایک دفعہ گورداسپور میں تشریف فرما تھے۔ کسی حدیث کے حوالے کی ضرورت پڑی تو آپ نے ایک اونٹنی سوار کے ذریعہ (۲۰-۲۵ میل فاصلہ) مولوی صاحب کو منگوایا۔ اور حوالہ دریافت کیا۔ حضرت مولوی صاحب کو قرآن سے عشق تھا۔ صبح کی نماز میں بلند آواز سے تلاوت فرماتے تو عموماً سکھ لوگ گھوڑیوں پر گزرنے والے کافی عرصہ کھڑے تلاوت سنتے رہتے۔

انتہا درجہ کے متوکل۔ متقی اور عبادت گزار تھے۔ یتیموں۔ بیوگان کے ساتھ بہت انس رکھتے اور ان کی مدد کرتے۔ مشکل کے وقت کبھی ہاتھ نہ پھیلاتے۔ قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی کے ساتھ عاشقانہ تعلق تھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق گفتگو فرماتے رہتے۔ نہ تھکتے اور نہ اکتاتے۔ عجیب صاحب ایمان تھا۔ لوگوں کا علاج کرتے۔ کوئی مطالبہ نہ کرتے۔ ہر ایک سے پیار کرتے۔ اپنوں اور بیگانوں میں بہت عزت سے دیکھے گئے۔ اور یاد کیے گئے اپنا کتب خانہ وصیت میں قادیان بھیج دیا۔ کوئی جائیداد پیدا نہیں کی۔ سلسلہ کی خدمت کو اپنا نصب العین بنا لیا۔ ۱۹۳۷ء میں دس دن بیمار رہ کر اپنے حقیقی مولا کے پاس چلے گئے۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعہ خاص حضور کے دائیں جانب آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی وجہ سے موضع کھوکھر تیجہ کلاں پچھیالہ۔ گھنیکی۔ یاردوال میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

(خاکسار۔ فقیر اللہ چوہدری سانگلہ ہل)

چھوٹا قد کورس

DWARFISHNESS COURSE

تین ماہ کی ادویات پر مشتمل کورس
قیمت ۱۰۰/- علاوہ ڈاک خرچ
لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں

کیور ٹو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ

فون، سیلز ۷۷۱ / کلینک ۶۰۶ / رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

انسان کی سعادت اچھا خلق ہے اور اس کی شقاوت بد خلقی ہے۔

خبریں

★۔ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو اور بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی کے درمیان حال ہی جو مذاکرات ہوئے ہیں اس کے نتیجے میں ابھی بہت سے اہم مشترکہ مسائل تصفیہ طلب ہیں۔ راجیو گاندھی کے نزدیک سرحد پار سے دہشت گرد بدستور بھارت آرہے ہیں جبکہ وزیر اعظم پاکستان نے اسکی بھرپور تردید کی۔

★ مسئلہ کشمیر کے حل کے بارے میں بھی ابھی تک کوئی مثبت پیش رفت نہیں ہو سکی۔ بھارتی وزیر اعظم کشمیر میں رائے شماری کے مخالف ہیں۔ اسی طرح انہوں نے کہا کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام فوجی کنٹرول میں ہے جبکہ پاکستان کا مؤقف یہ ہے کہ اس کا ایٹمی پروگرام فوجی نہیں بلکہ سول کنٹرول میں ہے اور تعمیری مقاصد کیلئے استعمال کیا جائیگا۔

★ مسئلہ سیاچین کے بارے میں بھی ابھی تک کوئی واضح پالیسی سامنے نہیں آئی۔ تاہم دونوں وزراءِ اعظم باہمی مسائل کا پرامن حل چاہتے ہیں اور اس کے لئے کوشاں ہیں۔

★ سویڈن کے شاہی محل میں چوری کے لئے داخل ہونے والے شخص کو پولیس نے پکڑ لیا۔ شاہ کارل گستاف، ملکہ سلویا اور ان کے تین بچے مشرقی سویڈن میں چھٹیاں گزارنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ پولیس نے مزید تفصیلات نہیں بتائیں۔

★۔ میخائل گورباچوف نے جنگ افغانستان کے قیدیوں کی رہائی کمیٹی کے ارکان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان میں ہمیں بھاری قیمت ادا کرنی پڑی اور ہمارے ساتھ جو کچھ ہوا کوشش ہونی چاہیئے کہ آئندہ نہ ہو۔

★۔ گڑھی شاہو ریلوے پل کے نیچے کوارٹروں میں ہولناک دھماکے کے نتیجے تین ۶ افراد شدید زخمی ہوئے متعدد کوارٹر ملبہ کا ڈھیر بن گئے۔ دھماکہ طاقتور بم پھٹنے سے ہوا۔ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ دھماکہ ریلوے لائن کو اڑانے کے لئے کیا گیا تھا۔

★۔ سعودی وزارت داخلہ کے ایک سرکاری ترجمان کے مطابق اتوار اور پیر کی درمیانی شب مسجد حرام کے قریب جبل قیس سے متصل ایک غیر آباد خالی زمین پر بم کا دھماکہ ہوا۔ تاہم کوئی جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا۔

تلاشِ گمشدہ

ایک بچہ جس کا نام شہزاد رسول ولد مرزا غلام رسول عمر ۱۳ سال، رنگ گورا ہے، مورخہ ۱۶-۷-۸۹ دوپہر بارہ بجے سے لاپتہ ہے۔ بچے نے فیروزی رنگ کا شلوار قمیص پہن رکھا تھا۔ اگر کسی صاحب کو یہ بچہ ملے تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔

مرزا غلام رسول مکان نمبر ۱۳/۱ دارالبرکات ربوہ۔ فون ۳۲۳

"وقفِ نو" کے متعلق ضروری ہدایت

جو والدین وقف کے متعلق خط حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھیں وہ مندرجہ ذیل کوائف ضرور درج کیا کریں۔

۱۔ اپنا نام اور پورا پتہ
۲۔ بچے کی والدہ کا نام
۳۔ بچے کا پورا نام
۴۔ بچے کی تاریخ پیدائش
۵۔ موجودہ اور مستقل پتہ

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

حبوب مفید اٹھرا

۲۰ گرام ـــ ۱۵/ روپے
۶۰ گرام ـــ ۴۵/ روپے
پوسٹ بکس نمبر ۶۰
فون ۶۳۲

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ